PROF. AHMAD RAFIQ AKHTAR'S LECTURES
WWW.ALAMAAT.COM

ظہور قدسی کا فکری جائزہ

رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطنا نصیرا.

(الاسراء آیت ۸۰)

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفونOوسلم علی المرسلینOوالحمدللہ رب العلمینO

(الصافات آیت ۱۸۰،۱۸۱،۱۸۲)

خواتین وحضرات! آج میرے گلے کو بہت اچھا ہونا چاہیے تھا مگر پچھلے دو دن سے یہ گفتگو کے قابل بھی نہ ہوسکا اور آج اس موضوع کی برکت ہے کہ میری آواز آپ تک جا رہی ہے۔ خواتین وحضرات! اسلام کے دو Fundamentals ہیں اور ان دو کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ پہلا Fundamental خدائے واحد کی واحدانیت کا اقرار ہے۔ خدا کی واحدانیت کا تصور مسلمانوں میں اس قدر راسخ ہے کہ برصغیر میں لاکھوں بتوں کے حصار میں رہتے ہوئے اور ہندوؤں کی اس عادت کے زیر اثر کہ ہر فرد عالی کو مقدس تصور کر لینے کے تحت، مہاتما بدھ اور جیناوترا کو خدا بنا لینے کے باوجود بھی بقول ایک انگریز Analyst کے:

There was such a geometrical precision about the oneness of God in Islam that no mythology was possible.

یعنی خدائے واحد کا تصور اسلام میں اتنا مضبوط، مکمل اور شدید تھا کہ تمام تر ہندوانہ کلچر، رسم ورواج اور Jungle of Gods and Goddesses بھی خدائے واحد کی واحدانیت کو متاثر نہیں کر سکا۔ خواتین وحضرات! اسی طرح دوسرا Fundamental بھی ہے۔ سید کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر فاروقؓ سے پوچھا، عمر تم مجھے کتنا چاہتے ہو؟ فرمایا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنی جان سے کم اور ہر چیز سے زیادہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس وقت تک ایمان مکمل نہیں ہوتا، جب تک تم مجھے اپنی جان سے بھی بڑھ کر نہ چاہو۔ فرمایا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کے بعد آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ خواتین وحضرات! یہ اسلام کے دو بنیادی Fundamentals ہیں، اللہ کی واحدانیت کا اقرار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو ہر چیز پر فوقیت دینا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی مرضی سے نہیں کہی ہے بلکہ یہ وہ Priorities of the Muslims ہیں جن کا تعین خود اللہ

نے کیا ہے۔تخلیق کائنات، تخلیق دنیا، تخلیق اسباب اور تخلیق موجودات کے وقت، پروردگار عالم نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ایسا رتبہ متعین کیا ہے جس کا تصور تک کوئی اور انسان نہیں کرسکتا۔فرمایا **الحمد للہ رب العالمین،** خواتین وحضرات ہمیں رب العالمین کی Definition کے وقت ایک بہت بڑا مسئلہ پڑتا ہے۔ ہمارے نزدیک ربوبیت، زندگی کی خوراک کا تعین کرنا ہے۔مگر ربوبیت سے یہ قطعاً مراد نہیں۔اگر ہمارا رزق روٹی ہے، پانی ہے تو درختوں کا رزق نائیٹروجن ہے اور مخلوقات میں ہر ایک شے کا رزق جدا جدا ہے۔یعنی اگر سورج کا رزق اٹھارہ ہزار ایٹم کا پھٹنا ہے تو چاند کا رزق وہ روشنی ہے جو سورج سے اس کے دامن پہ پڑتی ہے یعنی ربوبیت صرف اس کھانے پینے یا رزق پہ محیط نہیں ہے جو انسان اپنی محدود حکمت کے تحت اپنے لیے متصور کرتا ہے بلکہ ربوبیت کائنات میں پھیلے ہوئے وہ لامحدود اسباب اور وسائل ہیں جن پر زندگی کا دارومدار ہے۔ چاہے وہ کشش ثقل ہے یا سورج کی روشنی ہے۔ یہ تمام کے تمام اسباب ربوبیت میں آتے ہیں۔

خواتین وحضرات! پھر ہم عالمین کی کیا وضاحت کریں۔ بقول رازی کے اٹھارہ ہزار عالم ہیں مگر جوں جوں انسان تحقیق وجستجو میں آگے بڑھ رہا ہے جوں جوں کائنات کو پرکھا جا رہا ہے وہ تمام فاصلے مختصر ہو رہے ہیں جو انسان نے اپنے ممکنہ ذہن سے کائنات کی حدود کو پرکھنے کے لیے بنائے ہیں۔خواتین وحضرات! اس وسیع تر کائنات میں اس وقت تک عالمین کی مقدار جانچی اور پرکھی نہیں جا سکتی جب تک خدا کی حکومت کا پتا نہ چلے، جب تک خدا کی رسائی کا پتا نہ چلے، جب تک تخلیقات کا انجام پتا نہ چلے، جب تک Totality of Creation کا پتا نہ لگے۔رب العالمین کی وضاحت نہیں ہوسکتی، مگر رب العالمین نے ایک بات عالمین کی تخلیق سے پہلے اور موجودات عالم کی تخلیق سے پہلے قرآن حکیم میں ارشاد فرمائیں کہ میں نے تمام تخلیقات سے پہلے ایک چیز اپنے وجود پہ فرض کی کہ میں کسی سے مغلوب نہیں ہوسکتا، مگر میں نے اپنی ہی ایک صفت کو اپنے اوپر غلبہ دیدیا۔ **''کتب علی نفسه الرحمة''** (الانعام: آیت ۱۲) میں نے اپنے اوپر رحمت کو غالب کرلیا۔**''وما ارسلنک الا رحمة للعلمین''** (الانبیاء: آیت ۱۲) اور اے پیغمبر میں نے تجھے نہیں بھیجا زمینوں اور آسمانوں میں مگر تمام ان عالمین کے لیے جن کا میں رب ہوں، ان تمام عالمین کے لیے تو رحمت ہے۔خواتین وحضرات! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامات کیا پرکھ سکتے ہیں۔ہمیں کیا علم ہے۔ہم تو ایک خودغرض انسان کی طرح زندگی کو آخری سمجھتے ہیں، زمین کو ایک سمجھتے ہیں۔ہم تو عالمین کے ایک محدود سے نقطے میں قید ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان عالمین میں دنیا کی مثال اس طرح ہے۔جیسے Amazon کے جنگل میں پڑا ہوا ایک حلقہ، ایک چھلا یا ایک انگوٹھی ہے۔اس کی حیثیت اور تناسب کیا بنے گا یہ آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔جیسے اگر دنیا کے سب ریگزار جمع کر دیئے جائیں تو ان ریگزاروں میں ایک ذرہ ہماری دنیا ہے اور ہم اس معمولی سے مقام، (مستقر) اور قید خانے میں اپنے آپ کو کتنا معزز سمجھتے ہیں، یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ تکبرات بنیادی طور پر انسان کے اوصاف میں شامل ہیں۔ یہ انسان کے ان ناقص اوصاف میں شامل ہیں جو اسے نہ صرف خدا کے حضور گستاخی کے ارتکاب پر آمادہ کرتے ہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامات کو بھی نظروں سے اوجھل کر دیتے ہیں۔خواتین وحضرات! ہم سے تو اسد اللہ خان غالب اچھا ہے تمام عمر سرود وشعر و مے میں گزاری، مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باری آئی تو ایک شعر میں بات تمام کر دی کہ غالب ثناء

خواجہ یزداں گزاشتم کہ غالب میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف اللہ پہ چھوڑ دی اس لیے کہ میں اپنے آپ کو رسول اللہ کی تعریف کرنے کا حقدار ہی نہیں سمجھتا، کیونکہ تمام تر عقل ومعرفت کے باوجود میں اس عظیم انسان کی عظمت واخلاق وکردار کا ادراک نہیں کر سکتا۔ اس لیے میں ایک مختصر سی بات کہتا ہوں کہ

غالب ثناءِ خواجہ بہ یزداں گزاشتم

کہ جو اسے جانتا ہے وہی اس کی تعریف کا حق ادا کر سکتا ہے اور محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

خواتین وحضرات! کمال معرفت انسان ہے کہ وہ دنیا سے لیتا کیا ہے اور دنیا کو دیتا کیا ہے۔ اگر ابتدائے حیات مصطفیٰ دیکھی جائے تو لگتا یہ ہے کہ محرومیوں کا ایک سمندر ہے جس میں وہ متلاطم ہے۔ بچپن کیا بیتا ہے جس نے باپ کی صورت تک نہ دیکھی، کیا حسرت خیال ہے اس یتیم کا۔ کیا مقدر ہے جس نے کبھی باپ کی شفقت کی نظر نہ پائی۔ ذرا آگے بڑھے تو مادرِ محترم بھی رخصت ہو گئیں۔ ایک معصوم سے بچے کی سائیکی پر ان شدید محرومیوں کا کیا اثر ہوتا ہو گا کہ جس کسی نے بھی آپؐ کے سر پر دست شفقت رکھا اسی کو خدا نے اٹھا لیا۔ دادا رخصت ہوئے، غربت کا یہ عالم کہ باسی روٹیاں، پانی میں بھگو بھگو کر کھاتے ہیں۔ جوانی ایسے گزاری کہ تنگ دستی اپنا مقدر دیکھتی ہے۔ اور ہمیشہ یہ محسوس کرتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر اسے کوئی نظر نہ آتا۔ مگر یہ ساری محرومیاں، سارے دکھ اور ساری اذیتیں سمیٹ کر ذرا غور تو کیجیے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو کیا دیا۔ محبت فاتح عالم دوسروں کے غم غلط کرنے، دکھ کم کرنا اور درد سمیٹنا۔ یہی وہ سراپا شفقت اور کلی رحمت ہے جس کی طرف خدا نے اشارہ کیا ہے۔ کارل مارکس کی زندگی بھی بڑی خراب گزری۔ مارکس کی زندگی بھی بہت عسرت میں گزری، بہت رنج میں گزری، بہت دشواری میں گزری، بہت مسائل میں گزری ہے۔ مگر کارل مارکس نے دنیا کو کیا دیا۔ اینجلز کہتا ہے کہ اس نے Throughout ہر حال میں مارکس کو Support کیا اور عمر بھر اس کی ہر ممکن مدد کی، لیکن جب وہ ذرا فراخ دست ہوا تو سب سے پہلے اس نے اسی کو Neglect کیا۔ اینجلز کارل مارکس کی بے وفائی کا گلہ کرتا ہے۔ مارکس کی بے چینی کا یہ عالم ہے کہ اس نے زندگی کو ایک حل یعنی Reactive فلاسفی سے آشنا کیا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے پایاں ادبار وافلاس، رنج وغم اور کرب وبلا سے گزرنے کے باوجود بھی انسان کو ایک ہی درس دیتے ہیں، بخاری اور مسلم کی متواتر آٹھ احادیث ہیں جن میں فرمایا کہ اعتدال اختیار کرو اور اگر مکمل اعتدال اختیار نہ کر سکو تو اس کے قریب ترین رہو۔ خواتین وحضرات! میں نے پوری زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو پیمانہء اعتدال دیکھا ہے اور اگر میں اس حدیث کو دوسرے معنوں میں پڑھوں تو ایک مکمل وضاحت کے ساتھ یہی بات سمجھ آتی ہے کہ جو جتنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہے یا آداب مصطفوی یا اس انداز زندگی اور خیال مصطفیٰ کے قریب ہے وہ اتنا ہی معتدل ہے اور جتنا انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیٹرن سے دور ہے اتنا ہی غیر معتدل ہے۔ خواتین و حضرات! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے شر کے بارے میں سوال نہ کیا کرو۔ جب بھی مجھ سے پوچھو خیر ہی کے بارے میں پوچھو۔ اس لیے کہ شر، وہم اور وسوسہ، یہ سب تمہارے ذہن کی پیداوار ہیں۔ حضرت عباس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ اسے یہ وسوسہ آتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ وہ جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہو جائے۔ فرمایا عباسؓ خدا کا شکر نہیں کرتے کہ جو مسائل تمہیں حقائق میں پیش آ رہے ہیں وہ تمہارے وسوسوں میں گزر جاتے ہیں۔

استاد کے انداز تعلیم اور انداز تربیت کا یہ عالم ہے کہ آقا و رسول کو دنیا کی بدترین کلاس دی گئی ایسی کلاس جو اپنے استاد کے گلے میں پھندا ڈال دے۔ ایسی کلاس جو غلاظت اس کے سر مبارک پہ پھینک دے، ایسی کلاس جو اس کے رستے میں کانٹوں کے انبار لگا دے۔ ایسی کلاس جو زبان سے ہر وہ دکھ اس کو دیتی ہے جو کسی بندے کو دے سکتی ہے اور ایسی کلاس جس کے طالب علم استاد کا سر پھوڑنے سے بھی باز نہیں آتے مگر خواتین وحضرات اس استاد کو آپ نے دیکھا کہ جب اسے کہا گیا کہ اے استاد محترم ان کے لیے بد دعا کر دو، فرمایا کیا پتا کہ ان میں سے کچھ ایسے لوگ آئیں جن کو میرے اس پیغام کی خبر ہو، وہ اسے قبول کریں۔ اور اللہ کے اچھے بندوں میں ہوں۔

خواتین وحضرات! اس استاد نے زندگی بھر کبھی کوئی ناقص لفظ اپنے شاگردوں کے لیے استعمال نہیں کیا۔ اس نے کبھی چھڑی کو استعمال نہیں کیا اس نے زجر و توبیخ نہیں کی۔ اس نے کبھی کسی کو نسل کا طعنہ نہیں دیا، کسی کو تخریب کار نہیں کہا۔ یہ عالم تھا اس استاد محترم کا کہ کائنات کے بدترین اخلاق کے انتہائی بڑے مجرموں کو اس نے کائنات کے انتہائی محترم اصحاب رسولؐ میں بدل دیا۔ خواتین وحضرات! بہت سارے طریق کار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائے۔ جبریل امین سے پوچھا حضورؐ نے، جبریل! لوگ کہتے ہیں، آسمان کہتا ہے۔ زمین والے کہتے ہیں کہ میں رحمت للعالمین ہوں۔ بھلا تجھے میری رحمت سے کیا ملا۔ تجھے بھی کچھ صلا ملا۔ تجھ تک بھی میری رحمت پہنچی، فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً! پہنچی کہ جب عزازیل نے تکبر کیا۔ اللہ نے اس کو سزا دی جب کہ وہ مقرب ترین مخلوق تھی۔ بزرگ ترین مخلوق تھی۔ اس کا انجام دیکھ کر ہم مقربین، ملائکہ بارگاہ خداوند میں دہشت سے کانپتے تھے۔ خوف سے زرد تھے کہ اگر اتنے بڑے فرشتے کا یہ حشر ہو تو ہم کس قطار و شمار میں ہیں لیکن پھر جب آپ مبعوث ہوئے اللہ نے آپ پر قرآن اتارا تو خدا نے مجھے اس قرآن میں روح الامین کہہ کے مخاطب کیا تب میرا حوصلہ ٹھہرا کہ اللہ اپنی بات کو رد تو نہیں کرتے۔ جب انہوں نے مجھے روح الامین کہہ کے پکارا تو مجھے تسلی ہوئی کہ حضور آپ کی برکتوں سے میں اللہ کے غضب سے محفوظ ہوا اور خواتین و حضرات! اس رحمت بیکراں کے کتنے رنگ ہیں، کتنے انداز ہیں کہ جب ایک شخص نے کہا، آپ سوچ کے دیکھ لیجیے، یورپ جو جانوروں کے تحفظات میں بڑا آگے ہے، جو سمجھتے ہیں ہر قانون کرم انہوں نے بنایا ہے، مگر پندرہ سو برس پہلے Greeks سے لے کر Plotinus of the Egypt تک بڑے فلاسفر گزرے، بڑے دانشور گزرے مگر کوئی ایسا نہ نکلا جیسے پندرہ سو برس پہلے محمد رسول اللہ گزرے کہ جب ایک شخص نے ہرن کے بچے اٹھائے ہوئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اور بڑے تفاخرانہ انداز میں کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے میں نے اس کے بچے پکڑے، جب ماں چیختی ہوئی آئی تو میں جال بھی بچھائے بیٹھا تھا، پھر میں نے ماں کو پکڑ لیا۔ حضورؐ نے فرمایا ماں کتنی آہ وزاری کر رہی تھی کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ جان خطرے میں ہے وہ صیاد کے دام میں الجھ گئی۔ تو اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جانتا تھا اسی لیے میں نے ان بچوں کو پکڑا۔ فرمایا رحم کر ترس کھا اور ان بچوں کو ان کی ماں کو ضرورت ہے تو ان کو اسی جگہ چھوڑ کے آ، جہاں سے تو نے ان کو گرفتار کیا۔ Animal Conduct جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقام میں پیش کیا۔ ابھی شائد یورپ کو اس احساس مروت اور محبت تک پہنچتے ہوئے دیر لگے گی کہ جب ایک اونٹ پاس آ کے کھڑا ہو گیا اور اس کے چہرے سے اس کی حسرت نمایاں تھی تو حضورؐ نے اس کے مالک کو بلایا اور کہا اس کی جوانی میں تو تم نے اس سے بہت

فائدہ اٹھایا ہے۔اب اس کے بڑھاپے میں اسے بھوکا مارو گے۔اسے اس طرح رسوا کرو گے۔جاؤ اس کی خوراک کا بندوبست کرو۔خواتین وحضرات! وہ اشیاء کے لیے باعث رحمت تھے۔جانوروں کے لیے باعث رحمت تھے۔مگر سب سے بڑھ کر وہ ہر اس گناہ کے لیے باعث رحمت ہیں جو انسان سے نادانی میں سرزد ہوتا ہے۔جو انسان سے استقرار کے بغیر سرزد ہوتا ہے۔اور وہ تمام حدود اللہ جن پر پہنچ کر انسانوں کے باطن سیاہ ہو جاتے ہیں۔وہ اپنے آپ کو گناہوں کے ان ضمن میں لاتے ہیں کہ جب قیامت کے دن اللہ کے حضور میں ایسے گناہ گار پیش کئے جائیں گے کہ جو بظاہر گناہ کی صفات سے اور ان کی جو سزائیں لکھی جا چکی ہوں گی۔ان میں بخشش کا Element بھی نہ ہوگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہ خداوند میں عرض کریں گے کہ اے پروردگار عالم آپ نے مجھے رحمت اللعالمین بنایا اور رحمت کا ایک جزو صفات بنایا اور مجھے شفیع المذنبین بنایا اور آپ نے مجھے اجازت بخشی کہ میں اپنے گناہ گار مسلمانوں کے لیے سفارش کرتا تو آج کے دن سے بہتر کوئی دن ہے کہ میں آپ کے حضور سفارش نہ کروں۔فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ سے کہے گئے وعدے پورے کریں گے، جاؤ اور جہنم میں ان سارے لوگوں کو نکال لاؤ۔جو آپ کے نزدیک ایسے ہیں۔اور حضور نکال کے لائیں گے۔پھر جہنم میں کچھ لوگ بچ جائیں گے۔خواتین وحضرات یہ مستند ترین بخاری اور مسلم کی حدیثیں ہیں۔پھر آپ دیکھیں گے کہ کچھ لوگ بچ گئے۔آپ اللہ کے حضور دوبارہ عرض کریں گے کہ پروردگار ابھی میرے کچھ لوگ جہنم میں باقی ہیں۔ فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنے وعدے کو ضرور پورا کریں گے تیری شفاعت اور رحمت قبول کریں گے۔جا اور ان لوگوں کو بھی نکال لا۔پھر وہ لوگ نکالے جائیں گے پھر بھی کچھ بچ جائیں گے۔پھر حضور شفاعت سے باز نہیں آئیں گے۔ بار بار جائیں گے۔اللہ سے کہیں گے یا میرے مالک اب بھی میرے کچھ امتی رہ گئے ہیں جو دوزخ میں ڈال رکھے ہیں۔ فرمایا میرے رسولؐ جا ان کو بھی نکال لا، میں اپنا وعدہ ضرور پورا کروں گا۔ جب چوتھی مرتبہ اللہ کے رسولؐ کچھ باقی ماندہ لوگوں کے لیے جائیں گے۔تو پروردگار کہے گا اے رسولؐ ہم نے تجھ سے وعدہ پورا کیا۔اب جہنم میں کوئی ایسا موجود نہیں ہے جو تیری شفاعت و رحمت کا مستحق ہو۔اب تو جن مسلمانوں کو جہنم میں دیکھ رہا ہے ان کو کتاب نے روک رکھا ہے اور خواتین وحضرات! کتاب کا مطلب یہ ہے کہ جو نام کے مسلمان ضرور تھے۔مگر جنہوں نے خدا کی وحدانیت کا بھی اقرار نہیں کیا اور جو منافقانہ طور پہ اللہ کو مانتے رہے اور اللہ کو کبھی سزا و جزا کا مالک نہیں سمجھا۔جنہوں نے دنیا میں رہنے ہی کو خدا جانا مگر اسباب دنیا کے خالق کو کبھی اپنا خدا نہیں مانا۔صرف وہ جہنم میں رہ جائیں گے۔ چاہے ان کے نام کافرانہ ہوں، چاہے ان کے نام مسلمانہ ہوں اور آپ اندازہ کیجیے کہ ہم بندے تو حضورؐ کی شفاعت کی قدر نہیں کر سکتے۔مگر خدا خود اپنے رسول کو اتنا رحمت عالم اتنا رحیم وکریم پاتا ہے کہ جب اللہ نے قرآن میں ذکر کیا تو اپنے بندے کو عبدالرحیم اور عبدالرؤف نہیں کہا بلکہ براہ راست اپنی صفات کا مظہر بنایا "لقد جاء کم رسول من انفسکم" (التوبۃ: آیت ۱۲۸) یعنی تمہی میں سے ہی، تمہارے جیسا ہی ایک رسول ہے۔ بندہ وہ تمہی جیسا ہے۔انسان تو لگتا تمہارے جیسا ہے۔مگر "عزیز علیہ ما عنتم" (التوبۃ: آیت ۱۲۸) مگر یہ کمال کا انسان ہے اور کمال کا رسولؐ ہے کہ تمہاری محبت میں مرا جاتا ہے۔اس قدر صبح و شام فکر امت میں رہتا ہے کہ صبح وشام اس کی زبان سے میرے حضور امتی، امتی، امتی ہی نکلتا ہے۔ جب دیکھو تمہاری فکر کرتا ہے۔تمہارے تو ماں باپ فکر نہ کرتے ہوں گے۔تمہاری اور تو اور تم خود اپنی اتنی فکر نہیں کرتے ہو۔ جتنا محمد صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم تمہاری فکر کرتا ہے اور خدا کو اس فکر کو اجاگر کرنے کے لیے جو لفظ استعمال کرنا پڑا وہ Possitive نہیں بلکہ Negetive تھا۔ جب، بعض اوقات تعریف عجیب سے پہلو سے نکلتی ہے۔ ''ماورے'' نے جب تعریف کرنی تھی Helen of Troy کی تو اس نے اس کی خوبصورتی نہیں کہی، اس کے نقش و نگار بیان نہیں کیے۔ الٹا یہ کہا Is this the face کیا یہ وہ چہرہ ہے

Is this the face that lanched a thomal ship and topless town of Ielum burnt the topless.

کہ یہ وہ چہرہ ہے جس نے ایلیم کے اونچے اور بلند و بالا میناروں پر وہ آفت ڈھائی کہ جل کے خاکستر ہو گئے۔ اور Agamemnon کی اور Prince Prime کی دنیا ئیں اجڑ گئیں، 'یہ وہ چہرہ ہے۔' آپ اندازہ کیجیے، ویسے لاہور والے ابھی جب کسی کے حسن کی داد دیتے ہیں تو بھی ایک چھوٹے سے جملے سے دیتے ہیں کہ بس جی نرا قتل ہی قتل ہے۔ جب وہ داد دیتے ہیں تو وہ بڑی Negatively کہتے ہیں کہ اس کا حسن بیاں، اس کا انداز، اس کا حسن کلام، اس کی حسن صوت کیا، نرا قتل ہی قتل ہے۔

اپنے رسول کو جب Hightend اور Exciting terms میں مبالغے کے انداز میں جب بیان کرتی ہے کہ یہ دیکھو، یہ شخص ہے تو Negative لفظ استعمال کرتا ہے۔ حریص علیکم یعنی حریص تو لالچی کو کہتے ہیں جو اپنی مملکت سے ایک ذرہ بھی کسی کو دینے سے دریغ نہیں کرتا ہے۔ مگر یہاں عجیب بات ہے کہ Possessing کہا ہے۔ محبت امت اور تمام تر Possesstion اپنے احباب کی اپنی امت کی مغفرت کی ہے۔ اور ایک لحہ، ایک ذرہ بھی اس شفاعت اور کرم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری زندگی میں کم نہیں ہوتا اور صبح و شام اپنی امت کی فکر کرتے ہوئے اللہ کا یہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندگی کی ابتدا فکر امت سے کرتا ہے اور انتہا فکر امت سے کرتا ہے۔ خواتین و حضرات! پھر اگر ایسا پیغمبر کہے، ایسا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہے کہ تمہارا ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک میں تمہیں اپنی جانوں سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ اس لیے ہم تو اسے صلہ ہی نہیں دے سکتے، اقبال نے کہا تھا کہ یہ درآمدی لٹریچر اور بورژوائی جدید ترین کلچر، ایک غیر پائیدار، غیر مستقل اور سیماب صفت کلچر ہے۔ دراصل یہ ہوا کا کلچر ہے اور اس میں ذرا بھی پائیداری نہیں ہے۔ اس کی تمام تر روشن صفات کا دارومدار اس کے صرف دو پہلوؤں Concept of Democracy اور Concept of Liberty پر ہے اور اسلام کے نظریاتی تخیل کو آج ان ہی دو پہلوؤں کا سامنا ہے۔ خواتین و حضرات! یہ مت سمجھیے گا کہ میں Democracy کے خلاف ہوں۔ میں اُس ڈیموکریسی کے خلاف ہوں جس میں Moral Culture محفوظ نہیں۔ مگر سیکولر ڈیموکریسی نہ Moral ہوتی ہے نہ Immoral ہوتی ہے بلکہ اگر جمہوریت مل کر فیصلہ کرے تو دنیا کا بدترین گناہ اور دنیا کی بدترین اخلاق سوز حرکت بھی Majority Opinion سے جائز ہو سکتی ہے اور اس کی مثال اس وقت جانور سے شادی کرنے کی ہے۔ لندن میں ایک انتہائی محترم ثقہ رومن کیتھولک پادری نے اپنی شادی باقاعدہ طور پر کورٹ میں اپنی نہایت عزیز اور محترم کتیا سے رچائی ہے۔ یہ وصف تو ڈیموکریسی ہی کا ٹھہرا ہے۔ جمہوریت انسان کو اتنی آزادیاں بخشتی ہے، اتنا اعلیٰ ظرف عطا کرتی ہے کہ کمال ہو گیا کہ کسی نے بھی اس بات کا برا نہیں منایا۔ کیونکہ برا منانا تو Rigidity ہے۔ کلچر

کے اوصاف میں کسی چیز کا بر امنانا درج ہی نہیں ہے۔ تفنن یہ ہے کہ ایک Individual کی آزادی کا تو اتنا تحفظ ہے کہ آپ ایک لفظ بھی اس کے خلاف نہیں بول سکتے لیکن آپ رشدی کو سزا نہیں دے سکتے۔ اسے آزادئ رائے کا پورا تحفظ حاصل ہے۔ اگر رشدی ایک بلین مسلمانوں کی دل آزاری کرے، ان کو گالی دے، ان کے باپ کو گالی دے، ان کی ماں کو گالی دے، ام المومنین عائشہؓ کے خلاف لکھے، سید کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف لکھے اسے پوری پوری آزادی ہے۔ یہ ڈیموکریسی کے متضاد اوصاف ہیں۔ Imoral ہونا اس کی صفت ہے، یہ Imoralism کا ایک ایسا بھیانک نظام ہے جو نہایت خوفناک بحران پیدا کرتا ہے یہ ماضی میں بھی تھا آج کی بات نہیں ہے یہ بڑی پرانی بات ہے کہ ایک دفعہ سپارٹا کی آبادی میں اضافہ ہوگیا تھا۔ سپارٹا کی ہائی کونسل اور ہائی کونسلرز اس مسئلے پر غوروخوض کے لیے بیٹھے اور اس آبادی کی شرح کو روکنے کے لیے کونسلرز نے ہم جنسی کی اجازت دے دی۔ اسی قانون کی روشنی میں آج بھی دنیا میں ایسے قوانین تشکیل دیے جا رہے ہیں۔ حقیقت میں یہ قوانین نئے نہیں ہیں بلکہ سپارٹا میں ان کی کونسل نے سب سے پہلے یہ قانون پاس کیا تھا۔ خواتین و حضرات! اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو کیا دے رہے ہیں۔ Possible highest intellectual Order سے نکلا ہوا یہ دین ایک بات کلیم کرتا ہے۔ اس کلیم کے بعد صرف چالیس برس تک اس بات کو Demonstrate کرتا ہے۔ ایک Pure Islamic آرڈر Demonstrate ہوا جو مستقل نہیں تھا۔ اس کے Choices بلڈ ہوتے ہیں۔ جب آپ اسے اپنے اختیار سے پسند کرو گے تو پھر اسلام کو بحیثیت مذہب چنو گے مگر اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے کہ "**ما انزلنا علیک القران لتشقی**"(طٰہٰ: آیت ۲) اے میرے سردار اے میرے پیغمبر، اے میرے محبوب "**ما انزلنا علیک القران لتشقی**" ہم نے قرآن کو مشقت کے لیے نہیں اتارا۔ خواتین وحضرات! اگر قرآن اور اسلام میں مشقت نہیں ہے تو پھر آپ اتنی مشقت کیوں اٹھا رہے ہیں، کیوں اتنے خوفزدہ ہیں۔ معاشرہ اسلام کو پلٹنے کیلیے کیوں ڈرا ڈرا سا رہتا ہے۔ اس کی نگاہ میں کون سے ایسے قوانین ہیں، کیا آپ نے کبھی اپنے Religious قوانین کی سائیکالوجی سمجھی ہے؟ کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ دنیا میں واحد اسلام ایسا قانون ہے جو قتل کے آخری لمحوں میں بھی اس کی برأت رکھتا ہے یہ بدترین جرم جو زمین پہ ہوتا ہے آخری لمحہ حیات میں بھی معاف ہوسکتا ہے۔ اس لیے کہ قصاص اور دیت کے قوانین صرف اور صرف اسلام میں پائے جاتے ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ نماز ایک چھوٹا سا لازم ترین حکم ہے مگر اس نماز میں بھی ستائیس Exceptions ہیں۔ اس قانون میں اللہ نے لوگوں کو آسانیاں دینے کے لیے یہ Exceptions رکھے ہیں۔ روزے میں بھی Exceptions ہیں۔ روزہ کتنا سخت ہوتا ہے کتنا Hard ہوتا ہے۔ بعض لوگ اس کو رکھنے کا بھی حوصلہ نہیں پاتے خدا کہتا ہے نہ رکھو، مگر اس کے بدلے میں کم از کم ایک یتیم، ایک مسکین کو کھانا دے دو۔ "**و علی الذین یطیقونہٗ فدیۃٌ طعام مسکین**" (البقرۃ: آیت ۱۸۴) ہم لوگ چونکہ براہ راست مذہب کی آگاہی اور حدیث رسولؐ پڑھنے سے گریزاں ہیں تو پھر ہمیں اس پیغمبر کی عظمت کا کیا پتا لگے گا۔ جسے خدا کہتا ہے "**وبالمومنین رؤف الرحیم**" (التوبہ: آیت ۱۲۸) اللہ خود اپنی زبان سے کہتا ہے کہ وہ رؤف ورحیم ہے۔ مگر وہ رؤف الرحیم اپنی کائنات بالا میں ہے۔ جہاں کسی انسان کی رسائی ممکن نہیں ہے لیکن زمین پر اگر اللہ کی طرح کوئی رؤف الرحیم ہے تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ تمام انسانوں، اہل اسلام، جانوروں اور ہر شے کی

محبت کا آخری شعور رکھتا ہے یہی رؤف الرحیم بندہ ہے اور یہی رحمت اللعالمین ہے اور تم خوش نصیب ہو کہ میں نے تمہارے درمیان میں رحمت اللعالمین کو پیش کر دیا۔ ہر چیز Constitutionalise ہوتی ہے۔ خواتین وحضرات! رحمت کا کیا Concept ہے۔ بائیس سال تک مشقت — محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بائیس برس تک اصحاب رسولؐ کی مشقتیں، نا رچر، ذہنی ابتلا، کرب وبلا، دکھ اور اذیتیں، اتنی بڑی اذیتیں، "ام حسبتم ان تدخلو الجنة ولما یأتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم البأساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین امنوا معهٗ متٰی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب" (البقرۃ: آیت ۲۱۴) "تم گمان کرتے ہو کہ ہم تمہیں جنت میں داخل کر دیں گے۔ بغیر کہے سنے، ہم تمہیں داخل کر دیں گے جنت میں، تمہیں پتا نہیں، تم سے پہلے، بڑی ایسی قومیں گزری ہیں کہ جن کو جنت میں داخل کرنے سے پہلے سختی سے آزمایا گیا۔ ان پہ ایسی ایسی آزمائشیں ڈالیں۔ آروں سے چیرے گئے۔ گردنیں ان کی قلم کر دی گئیں۔ ان کو آگ میں ڈالا گیا۔ دیکھیے تو سہی سورۃ جس کی شروع ہی اس "والسماء ذات البروج والیوم الموعود ○ و شاھد و مشھود ○ قتل اصحب الاخدود ○ النار ذات الوقود○" (البروج: آیت ۱ تا ۵) میں کن لوگوں کا ذکر ہے جن کو کلمے کی تصدیق کے لیے ایک ایک کر کے آگ میں ڈالا گیا اور کیسی کیسی جرأت آزما آزمائشیں امتوں اور ان کے پیغمبروں پر ڈالی گئیں۔ حتیٰ کہ ایوب بے چارگی میں پکار اٹھے، "انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین" (الانبیاء: آیت ۸۳) کہ "ہمیں عذاب نے چھولیا ہے۔ اے اللہ اور اگر تو ارحم نہ ہو گا۔ تو اس عذاب سے نجات نہ ہو گی۔ کسی پیغمبر نے پکارا "انی مغلوبٌ فانتصر" (القمر: آیت ۱۰) اے رب کریم! میں تو سراسر مغلوب ہوں، اگر تو حمایت کرے گا تو میں اپنے اوپر اور حالات پہ غلبہ پاؤں گا کوئی اتنا بھوکا، ننگا مجبور ہو کے صحرا کے کنارے درخت کے ساتھ ٹیک لگا کے، بڑے ہی عجز وانکسار سے اللہ کو پکارتا ہے۔ "انی مغلوبٌ فانتصر" (القمر: آیت ۱۰) اے اللہ تو جو بھی نازل فرمادے میں فقیر ہوں۔ اس فقر وفاقہ سے گزرتے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی امت کو آگے بڑھائے جاتے ہیں۔ تو اللہ کہتا ہے کہ تم گمان کرتے ہو کہ رحمت آسانی ہے۔ رحمت آسانی نہیں ہے۔ رحمت اس بچے پہ ٹپکتی ہے۔ جسے استاد شائد چھڑی سے اس لیے مارتا ہے کہ یہ بے قاعدگیاں چھوڑ کر با قاعدہ ہو جائے تو وہ جو چھڑی ہے رحمت کی چھڑی ہے۔ وہ ماں باپ جو کسی بچے کا کھانا اس لیے بند کر دیتے ہیں کہ اس کو کچھ فہمائش ہو۔ یا پنے اندازا خلاق واطوار بدلے۔ تو وہ جبر واکراہ نہیں رحمت ہے تو رحمت میں ایک عنصر جو ہے ایک عنصر سزا کا چھپا ہوتا ہے مگر اس تمام تر سزا کا عندیہ۔ اس تمام تر سزا اور آزمائش کا عندیہ کسی کی زندگی کی Ultimate بہتری ہے۔

عقل یہ ہے کہ آپ ان حالات کو جانتے ہوں۔ جو کسی شخص یا طالب علم کہ اس کا ڈیٹا محدود اور اس کی محنت کم ہے اور اس نے بالآخر فیل ہونا ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ اس پہ کچھ جبر کروں۔ اور اس کو کوئی ایسی سزا دوں کہ وہ ان Activities سے گریز کر کے کچھ عرصے کے لیے زیادہ محنت کرنے کے قابل ہو۔ میرا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ امتحان سے پاس ہو جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے استاد تھے۔ خواتین وحضرات! میں آج کتنا بھی محترم ہو جاؤں، مقدس ہو جاؤں، بڑا ہو جاؤں، نیک ہو جاؤں مجھے تو کوئی ٹیچر آ کے تمغہ نہیں دے گا کہ اللہ تجھ سے راضی ہوا اور تو اللہ سے راضی ہوا۔ میں یہ تو کہہ سکتا ہوں کہ میں اللہ سے راضی ہوا۔ مگر مجھے کون سرٹیفکیٹ دے گا کہ اللہ مجھ سے راضی ہوا، یہ تو

جناب رسالت مآب کی یونیورسٹی سے پہلے قاعدہ قانون چلا ہی نہیں۔ یہ صرف اور صرف ایک ایسی کلاس تھی ۔ جسے اس استاد نے ایسا لکھایا ایسا پڑھایا، ایسا سمجھایا، ایسی Priority ترجیح استوار کی، ایسا انداز زندگی ان کو بخشا، ایسا طریق تکلم بخشا، انداز حیات بخشا، شہادتیں بخشیں، عرفان ذات پروردگار بخشا کہ اللہ نے اس کلاس کو اس کی زندگی میں ہی پاس کر دیا اور کہا۔ "رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ" (سورۃ البینہ) کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور یہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ اس پورے زمانے میں ایک واحد کلاس ہے جو تین ہزار یا پانچ ہزار لوگ ہیں۔ حدیبیہ میں اللہ نے فرمایا اے پیغمبر! انہوں نے تیرے ہاتھ پہ بیعت نہیں کی۔ انہوں نے میرے ہاتھ پہ بیعت کی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی زمین پر اپنی زندگی ہی میں بخشے گئے ہیں۔ آج بھی دنیا کی بڑی بڑی یونیورسٹیاں ان کے استادوں کے ناموں ہی سے جانی پہچانی جاتی ہیں۔ آپ واسٹر شہر سے گزریں۔ بڑی شاندار یونیورسٹی ہے۔ کریڈٹ! آئن سٹائن یہاں پڑھا ہے۔ آپ آسٹن سے گزریں بہت بڑی یونیورسٹی ہے کیوں بڑی ہے، فلاں فلاں استاد یہاں سے پڑھا ہے۔ علامہ اقبال کو گورنمنٹ کالج نے تین بار مار پیٹ اور جھگڑے کے سبب نکالا تھا لیکن اقبال جب علامہ ہو گئے تو کالج بڑے افتخار سے بتایا کرتا تھا کہ علامہ اقبال ہمارے ہاں پڑھتے تھے۔ Individual سے کائنات بنتی ہے۔ فرد واحد سے کائنات بنتی ہے۔ اس لیے ان تمام افراد کو Follow کرنا جب ابراہیم نے دلائل و براہین سے خدا کو پایا۔ خدا کی شناخت کی، اللہ نے اس Credebility کو پسند کیا۔ فرمایا ایک نعمت میں نے ابراہیم کو بخشی تھی۔ سارے انسانوں کو بخشی تھی اور سارے انسانوں نے اسے کمتر استعمال کیا، استعمال کے باوجود کم تر ترجیحات کے لیے استعمال کیا۔ میں نے انہیں اپنے لیے دی تھی انہوں نے انہیں روٹی کے لیے استعمال کیا، عزتوں کے لیے، وجاہتوں کے لیے، تکبرات کے لیے استعمال کیا اور شناخت کا بنیادی مقصد چھوڑ دیا۔ ابراہیم نے شناخت کو شناخت کے مقصد کے لیے استعمال کیا۔ خدا اور اپنی ذات پر غور و فکر اللہ ہی کے اس قول کے مطابق ہے کہ میں نے عقل و شعور دیا ہی اسی لیے ہے کہ "ان ھدینا السبیل اما شاکرا و اما کفورا" (الدھر: آیت ۲) تمام غور و فکر اس لیے ہے چاہو تو مجھے مانو، چاہو تو میرا انکار کرو۔ ابراہیم نے مجھے جانچا، پرکھا، ستاروں سے گزرا، آفتاب و مہتاب سے گزرا، علامات جہاں سے گزرا اور بالآخر اس نتیجے پہ پہنچا کہ میرا خدا، میرا رب میرا اللہ ایک واحد پروردگار ہے۔ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں وہ حی القیوم ہے۔ وہ تمام علم اسی کا ہے تمام حکمت اسی کی ہے۔ مگر پھر بھی خدا سے کہا کہ رب کریم کچھ ایسی بات ہے کہ سب کچھ جاننے سمجھنے اور سوچنے کے باوجود میرے قلب میں پھر بھی کچھ وساوس رہتے ہیں۔ فرمایا اے ابراہیم اتنا کچھ جاننے سننے کے باوجود بھی تجھے مجھ پر ایمان نہیں ہے۔ فرمایا اے پروردگار ایسا نہیں ہے۔ "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" (الرعد: آیت ۲۸) فرمایا صرف اطمینان قلب چاہتا ہوں، اطمینان قلب، شہادت سے، واقعات و شہادت سے، جب تک شہادت نہ مہیا ہو، علم تو وضاحت خیال دیتا ہے۔ مگر پھر وہی وسوسہ یقین کے باوجود، جاننے کے باوجود کہ اللہ ہے وہی زندگی کا خالق ہے، سب کچھ ہے پھر وہی فتنہ کہ! کیسے، فرمایا صرف ایک معاملہ ہے۔ "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" (الرعد: آیت ۲۸) ٹھیک ہے چار پرندے لے پہلے ان کو اپنے ساتھ مانوس کر لے، کمال ہے اللہ میاں بعض اوقات لگتا ہے کہ بڑے بڑے سائیکالوجسٹ کی کلاس لے رہا ہے۔ بھلا پوچھو آپ کو کیا ضرورت ہے ہلائے ہوئے پرندوں کی۔ تو خواتین و حضرات! وسوسے کا خالق ہے، وسوسے کا توڑ رکھا ہے۔ اگر ابراہیم چار

نئے پرندے لے لیتے، سرکاٹ کے دور دور از رکھ دیتے، فرمایا بلا ان کو تیری طرف لپکتے، لپکتے چلے آئیں گے تو ابراہیم کے ذہن میں ایک وسوسہ پیدا ہوتا کہ یہ وہ پرندے تو نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے چار تو میں نے قتل کر دیئے تو اللہ میاں چار نئے پرندے بھی تو میری طرف بھیج سکتا ہے۔ یہ الیوژن نہ ہو۔ اللہ میاں کا ایک چھوٹا سا کرشمہ ڈیوڈ کاپر فیلڈ بھی تو ہے۔ کھڑے کھڑے ایفل ٹاور غائب کر دیتا ہے تو اگر الیوژن اتنا بڑا ہو سکتا ہے تو ممکن ہے کہ یہ بھی کوئی کرشمہ قدرت ہو کہ جو چار پرندے میں نے دیے ہیں شاید یہ وہ نہ ہوں اور یہ چار پرندے دوسرے ہوں۔ بنابریں اللہ نے فرمایا ان پرندوں کو تھوڑا سا ہلا لے تا کہ تجھے شناخت ہو جائے کہ یہ وہی چار پرندے ہیں جن کی گردنیں تو نے خود کاٹی ہیں اور یہ وہی پرندے تیری طرف لوٹ کے آئے۔ اس قدر پیچیدہ سائیکالوجی اور وساوس کو انسان کی ذہنی سطح کے مطابق ٹریٹ کرنا اللہ ہی کا کام ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا خوبصورت بات کہی ہے کہ اگر آپ لوگوں کے ذہن میں ہو تو کبھی وسوسہ آ ہی نہیں سکتا۔ For Example کالی بلی نے اگر رستہ کاٹا ہے تو آپ اسی رستے پہ جائیں گے جس رستے کو بلی نے کاٹا ہے۔ فرمایا جب وسوسہ آئے تو وہی کیا کرو جس سے وہ ڈراتا ہے یعنی جب وسوسہ آئے تو اس کے الٹ کیا کرو۔ خواتین و حضرات! میں آپ کو اپنا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ مجھے ایک بار لیکچر کے لیے کوئٹہ جانا تھا۔ اتفاق سے وہ دن منگل کا تھا۔ جب میں اپنے گھر کی دہلیز عبور کرنے لگا تو پھوپھی جان محترمہ کی آواز آئی کہ آج منگل ہے کہیں نہ جانا۔ منگل والے دن سفر کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ میں نے کہا یہ جو بے شمار لوگ منگل کو سفر کرتے پھرتے ہیں کیا یہ خدا کے ناپسندیدہ بندوں میں سے ہیں۔ اور کیا منگل کو شیاطین کھلے پھرتے ہیں اور اللہ کے بندے گھروں میں قید ہوتے ہیں۔ مجھے بہت Resist کیا گیا۔ میں ذرا آگے چلا تو ایک دوسری خاتون بولیں۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہیں منگل کو جانا ٹھیک نہیں ہوتا۔ خواتین محترمات یہ خاص آپ کے لیے ہے! اگر ایک بات دوبار یا تیسری مرتبہ کوئی بندہ کہتا ہے کہ منگل کو نہ جانا تو دل میں خیال تو آتا ہوگا کہ سارے لوگ کہتے ہیں منگل کو نہ جانا۔ یقیناً کوئی تو خرابی ہوگی۔ چلو آج منگل کو نہ جاؤ مگر میں نے وہی کیا جو میرے رسول نے بتایا تھا لہٰذا میں نے کہا میں آج تو ضرور ہی جاؤں گا۔ کل جاؤں نہ جاؤں آج ضرور جاؤں گا۔ خواتین و حضرات! جب میں ایئر پورٹ پہنچا تو دو بڑے اعلیٰ درجے کے آفیسر میرے استقبال کے لیے کھڑے تھے۔ میں نے کہا آپ کہاں، کہنے لگے کہ سنا تھا کہ آپ کوئٹہ جا رہے ہیں تو ہم نے سوچا آپ سے ایئر پورٹ پر مل لیں۔ وہ مجھے جہاز تک چھوڑنے آئے۔ میں جب جہاز میں بیٹھا تو ایک شخص کو پتا لگا کہ میں پروفیسر احمد رفیق اختر ہوں پھر دیکھتے ہی دیکھتے قطاریں لگ گئیں اور تمام سفر مسافروں کو تسبیحات دینے میں گزرا۔ جہاز سے اترا تو کئی احباب منتظر تھے۔ یہ پانچ دن کا سفر مسلسل خدا کی یاد، خدا کے کلام اور خدا کی محبت میں گزرا۔ میں نے کہا اگر ایسے منگل ہوتے ہیں تو ضرور آیا کریں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وساوس سے گھبرایا نہ کرو۔ یہ وساوس، سراب اور ذہن کے تصورات ایمان کے لیے خوشی کا سبب بنتے ہیں؟ کیونکہ ہم ان وساوس کے باوجود اپنے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ایمان رکھتے ہیں۔ ان شیاطین کے باوجود جو ہمیں خیال کے پتھروں سے رجم کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم اپنے اللہ اور رسول پہ ایمان رکھتے ہیں۔ اسی لیے فرمایا جب وساوس آئیں تو یہ ضرور کہا کرو "آمنت باللہ و رسولہ" (مسند احمد) کہ ہم اللہ اور اپنے رسول پہ ایمان لائے۔ اور یہ وسوسہ اسی وقت خارج ہو جاتا ہے۔ خواتین و حضرات یوں تو بڑے بڑے لوگوں نے ثنائے حضورؐ کہی مگر ایک دفعہ ایک شاعر نے حضورؐ کی خدمت میں شعر پیش کیا۔ تڑاقا سا ہوا آسمانوں کی بجلی کی

سی طاقت شعر میں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کلام میں بڑی طاقت ہے تو حضرت حسان بن ثابتؓ نے شعر پڑھا تو آسمان سے ایک گونج اٹھی۔ داد ملی اور جبریل امین اترے اور کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شعر کی داد تو اللہ بھی جبرئیل کو دے رہا ہے۔ اب اگر غور کیجیے تو شعر کے معانی عجب ہیں۔ معانی یہ ہیں کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ نے آپ کو ویسے بنا دیا جیسے آپ نے چاہا۔ "کانک قد خلقت کما تشآء" جیسے آپ کی مرضی تھی، جیسے آپ نے چاہا، بحیثیت انسان آپ زندگی گزاریں۔ جس آدمیت پر آپ فائز ہونا چاہتے تھے یہ بڑا Important نکتہ ہے خواتین وحضرات! بڑی کوشش کی میں نے تہجد پڑھوں، نیکی انسان کے بس میں ہی نہیں ہوتی۔ ایک بڑے صاحب فکر نے کہا کہ یہ غلط حدیث ہے کہ جس نے حی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح کے بعد لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ پڑا اس پہ جنت واجب ہوگئی۔ غلام احمد پرویز ہمارے پہلے دوستوں میں تھے ان کو اس حدیث پر اعتراض ہوا۔ کہنے لگے۔ سبحان اللہ حدیث ہی نہیں ہے، غلط ہے۔ ایک آدمی تو سخاوت کر رہا ہے دوسرا آدمی اس کے پیسے گن رہا ہے کہ یہ تو جائز ہی نہیں ہے۔ مناسب ہی نہیں ہے۔ کیوں بھئی آپ ایسے کیسے دے دیں گے نجات۔ جنت کیسے دے دیں گے۔ صرف لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنے کے لیے آپ نے حی الصلوٰۃ کہا۔ مگر خواتین وحضرات! ذرا غور تو کیجیے، غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جب مؤذن نے کہا، حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح آؤ خیر کی طرف، آؤ نماز کی طرف تو جواب والے نے کچھ سوچا۔ اس پر شر تو میرا اپنا ہے، شر تو میرے وجود سے تخلیق پاتا ہے۔ میں اسے سوچتا ہوں، شیطان کے ساتھ مل جاتا ہوں۔ وہ مجھے اکساتا ہے، میں اس کی طرف جاتا ہوں اور پھر میں وہ شرارت کر بیٹھتا ہوں۔ مگر خیر کا مالک تو اللہ ہے اور اگر خیر کا ادراک میں کروں اور خیر سارے کا سارا میں کرتا ہوں تو یہ بھی شیطان کا شر ہے۔ اگر قدرت خیر میں Claim کرلوں تو بجائے اس کے اچھی بھلی نیکی کرتے کرتے، نیکیاں ساری کر کے دریا میں ڈال دوں گا اور کسی حاتم طائی کو پھر کسی سفر پہ نکلنا پڑے گا اس نکتے کو جاننے کے لیے کہ خیر اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور جب کوئی انسان دل یا زبان سے کہے کہ پروردگار نہ میری کوئی قوت نہ میرا کوئی ارادہ، لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا یہی مطلب ہے نا کہ نہ میری کوئی قوت نہ میرا کوئی ارادہ جو کچھ ہے تیری توفیق سے ہے۔ اگر تو اجازت بخشے گا، توفیق بخشے گا، رحم فرمائے گا، تو میں نیکوکاروں میں سے ہوں گا، میں نمازیں بھی پڑھوں گا، میں فلاح بھی اختیار کروں گا اور اس اپروچ سے اعلیٰ، صاف ستھری اور نیک اپروچ نہیں۔ اور کوئی شخص جو یہ ذہنی اپروچ رکھتا ہے۔ رب کعبہ کی قسم ہے کہ جہنم اس کو کبھی بھی وانغدار نہیں کر سکتی۔ اس لیے کہ تمام ایمان خواتین وحضرات! اعمال کی Conception پر ہے۔ آپ کا Fore - brain، اس کے رستوں، اور انداز کو کنٹرول کرتا ہے۔ آپ کو حکم دیتا ہے، انداز زندگی دیتا ہے، عرفان بخشتا ہے، رفعت خیال بخشتا ہے یہ Fore brain ہے جس کے بارے میں قرآن میں اللہ کہتا ہے کہ میں نے "ما من دآبة الا ھو اخذ بنا صیتھا" (ھود: آیت ۵۶) کہ زمین میں ایسا کوئی ذی حیات نہیں ہے جسے میں نے اس کے ماتھے سے نہیں تھاما ہوا۔ خواتین وحضرات! ماتھے پہ بالوں سے نہیں اللہ نے پکڑا ہوا، بلکہ یہاں Fore brain ہے جس کا ریموٹ کنٹرول اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ Fore brain پھر دماغ کے دوسرے سسٹمز کو آرڈر دیتا ہے، ان میں سے خلاقیت، تخلیق، عمل پذیری کا ایک سسٹم ہے۔ پھر عمل پذیری کا وہ سسٹم آپ کو عبادات ظاہرہ یا اشکال باطنیہ یا ظاہرہ کا حکم دیتا ہے۔ کیا اللہ کے نزدیک اعمال کی حیثیت اور خیال کی حیثیت ایک ہے؟ قطعاً نہیں۔ بلکہ حضورؐ سے پوچھا گیا کہ ایمان کیا ہے؟

خواتین و حضرات یہ بات اچھی تو نہیں ہے نا کہ عملیت پسند کتاب سے ہماری رعایت کے سارے قانون ہی نکال دے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں دیے ہیں۔ دیکھو نا جب بندہ بوڑھا ہو جائے تو اسے Obstackle Race میں ذرا آگے کھڑا کرتے ہیں اس کو Advantage دیتے ہیں۔ جوان کو پیچھے کھڑا کرتے ہیں تا کہ عمروں کے لحاظ سے اُسے Advantage مل جائے تو کیا خیال ہے خواتین و حضرات! انسانوں کے دماغوں میں تفاوت نہیں ہوتی؟ پڑھائیوں میں تفاوت نہیں ہوتی؟ رُتبہ و اعمال میں تفاوت نہیں ہوتی؟ ہر آدمی اور دوسرے آدمی میں عمل اور ذہن کا فرق نہیں ہوتا؟ تو پھر اللہ تعالیٰ نے کچھ Obstacles کی وجہ سے کچھ رعایتیں اناؤنس کی ہوئی ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو زبان سے اقرار کرے کہ اللہ ایک ہے اور مرتے دم تک اس اقرار پہ قائم رہے تو تُو نے ایمان چکھ لیا۔ اگر تو زبان سے کہے اللہ ایک ہے اور میں اس کا رسول ہوں اور پھر مرتے دم تک اس عہد پہ پابند رہے تو تُو نے ایمان چکھ لیا۔ خواتین و حضرات! اعمال کا ذکر ہی نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیحین کی حدیث ہے۔ یہ نہیں کہ اعمال نہ کرو یہ کبھی بھی گمان نہ کیجیے گا۔ یہ میں اعمال کے خلاف بات نہیں کر رہا بلکہ میں نیات کے حق کی بات کر رہا ہوں۔ ان نیات کے حق کی بات جنہیں اعمال زدہ لوگ سرے سے بھول جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قیامت کب آئے گی؟ فرمایا تو نے کب قیامت کے لیے کیا کیا ہے کہ اتنی جلدی قیامت کا پتا پوچھ رہا ہے۔ فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا تو کچھ نہیں کیا۔ کہا تُو نے نمازیں بہت پڑھی ہیں؟ کہا نہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جزوی سی ہیں بس۔ فرمایا روزے بڑے رکھے ہوں گے۔ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی گرمی پڑتی ہے، فدیہ دے دے کے ہی روزے رکھے ہیں۔ اور پھر خیرات و صدقات بڑے دیے ہوں گے۔ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس ہے ہی کچھ نہیں دینے کو۔ میں تو لوگوں سے مانگ کے کھاتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، پھر تو قیامت کے بارے میں کیوں پوچھتا ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے آپ سے بڑی محبت ہے۔ فرمایا پھر قیامت کے دن لوگ انہی کے ساتھ اٹھائے جائیں گے جن سے ان کو محبت ہوگی۔ اللہ بخشے امام ابن تیمیہؒ بڑے سخت تھے۔ امام ابن تیمیہؒ تو آپ سب جانتے ہیں بہت بڑے عالم، بڑے محدث، بہت بڑے فقیہہ مگر مزاج کے سخت تھے۔ سخت! گنجائش نہیں دیتے تھے۔ ہم پھر بھی انہیں پسند کرتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ گنجائش نہیں دیتے پھر بھی اسی زمانے میں قطب الاقطاب سیدنا خواجہ ابوالحسن شاذلی زندہ تھے۔ شاذلیہ آج بھی آپ کو پتا ہے امام مغرب کہلاتے ہیں۔ تمام مغرب میں حضرت شاذلی کا سلسلہ چلتا ہے تو امام ابن تیمیہ نے ایک خط لکھا۔ شاذلی باز آ۔ تو لوگوں کو بڑے محبت کے سبق دیتا ہے۔ بڑی نیات کے عمل سکھاتا ہے۔ اگر اعمال کی بات نہ کرے گا تو تجھے ضرور سنگ ساری کی جائے گی۔ امام شاذلی نے جواب میں یہ حدیث لکھ کے بھیج دی جو ابھی میں نے سنائی اور کہا بھئی ہم تو اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کرتے اگر تم لوگوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محدود کرنا ہے تو پھر ہم تمہاری سیادت بھی نہیں مانتے۔ وہ رحمت اللعالمین ہیں۔ تم انہیں محدود اللعالمین لیے جاتے ہو۔ وہ قیامت تک انسانوں کے لیے شفاعت و کرم و جود و سخا کا منبع ہیں اور تم کسی بخیل اور قارون کی طرح انہیں چند صندوقوں کی کنجیوں میں باندھ کے رکھنا چاہتے ہو۔ کیا محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو رحم کرنے سے پابند کیا جا سکتا ہے؟ ''انما أنا قاسم واللہ یعطی'' (بخاری) حدیث ہے کہ اللہ عطا کرنے والا ہے اور میں بانٹنے والا ہوں۔ خواتین وحضرات نبی ہوتے کس لیے ہیں۔ نبی پر سوال کیا جاتا ہے کہ ان کو غیب کا علم ہے کہ نہیں۔ خواتین وحضرات! غیب کیا ہوتا ہے جس کی انفارمیشن نہ ہو۔ فرض کریں کہ میں نے دس کتابیں پڑھی ہیں اور میرے بھائی نے بیس پڑھی ہیں تو دس کتابوں تک میں اور وہ شہود میں ہوں گے۔ گیارہویں کتاب شروع ہوگی اور میں غیب میں چلا گیا میں نے تو پڑھی ہوئی نہیں ہیں۔ میرے تو شناخت میں نہیں ہیں۔ تو انفارمیشن کی حدود سے غیب وشہود کا تعین ہوتا ہے۔ یعنی جتنی انفارمیشن ہوگی۔ ایک جادوگر ہے، اس کو سحر کاری کی انفارمیشن ہے۔ وہ آپ کو حیران کر دیتا ہے، سراسیمہ اور پریشان کر دیتا ہے۔ ایک عالم جو اپنے علم سے آپ کے دل میں عقیدت، محبت اور عبودیت کا احساس پیدا کر دیتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے یہی بات اللہ نے کہی۔ ''عسٰی ان تکرھوا شیئا ھو خیر لکم'' (البقرۃ: آیت ۲۱۶) کسی چیز میں تم کراہت کھاتے ہو اس میں خیر ہوتی ہے۔ ''و عسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم'' (البقرۃ: آیت ۱۲۶) اور کسی چیز سے تم محبت رکھتے ہو، وھو شر لکم اور اس میں شر ہوتا ہے۔ اگر میں نہ جانتا ہوتا، اللہ کا کہنا یہ ہے، اگر میں نہ جانتا ہوتا، اگر میں تمہارا خیال نہ رکھتا، اگر میں تم پہ مہربان نہ ہوتا تو تم لوگ ضرور میرے لیے نت نئے پاکھنڈ پھیلاتے، اور نئی نئی آفتیں لاتے۔ اس لیے میں تمہیں یہ صاف صاف بتا دوں کہ ''واللہ یعلم و انتم لا تعلمون'' (البقرۃ: آیت ۲۱۶) کہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ خواتین وحضرات! یہ ہر استاد پہ قانون لاگو ہوتا ہے۔ استاد شاگرد کو کہتا ہے کہ یہ سوال غلط ہے۔ اس لیے کہ میں جانتا ہوں اور تم نہیں جانتے۔ جہاں انفارمیشن موجود ہے، وہاں شہود ہے۔ جہاں انفارمیشن نہیں ہے وہ غائب ہے۔ مگر دیکھیے تو سہی غائب ہے کیا۔

جب کسیڈ یز نے سلطنت اسرائیل تباہ کی تو حضرت دانیال 70 ہزار قیدی ساتھ لے کے گئے اور بنی اسرائیل کی عورتوں کو لونڈیاں بنایا، ان کے جوانوں کو قتل کیا۔ بڑی دیر گزری حضرت عزکائیل نے رونا پیٹنا کیا۔ پیغمبران بنو اسرائیل بڑے روئے کہ اس مصیبت کو خدا ٹال۔ پھر حضرت دانیال کا زمانہ آیا۔ حضرت دانیال اک پیغمبر تھے۔ اک نبی تھے اور باقی اس زمانے میں ڈیڑھ سو کے قریب اور بھی نبی تھے۔ حضرت دانیال کے لیے یہ بات ثابت کرنا کہ وہ اصلی نبی تھے بہت مشکل ہوا۔ مگر نبی کی پہچان غیب کی خبر جاننا ٹھہرا۔ اس وقت کے دوران میں حاکم وقت نے ایک خواب دیکھا۔ اب مشکل یہ آن پڑی کہ اس خواب کی تعبیر کون بتائے۔

بادشاہ نے اعلان کیا کہ جو شخص مجھے خواب بتائے گا پھر تعبیر بتائے گا تو میں اس کو میں نبی مانوں گا۔ اب جو جعلی لوگ تھے وہ بیچارے تعبیر تو کر ہی لیتے ادھر ادھر کہیں سے یا تاویل گھڑ تے! اب یہ کیسے بتاتے کہ بادشاہ نے کیا خواب دیکھا ہے یہ تو بڑی غائب کی بات تھی۔ پھر حضرت جبرئیل امین اترے۔ دانیال کے پاس آئے کہا کہ بادشاہ نے یہ خواب دیکھا اور اس کی تعبیر یہ ہے اگلے روز پھر بادشاہ کے حضور دانیال پیش ہوئے اور کہا بادشاہ تو نے ایک انگلی کو دیوار پہ لکھتے ہوئے دیکھا ہے اور اس نے لکھا ہے تو جانچا گیا، پرکھا گیا اور تخت وتاج سے گرایا گیا۔ بادشاہ کو یقین ہوا۔ اس نے کہا یہی نبی ہے جو غائب کی خبر لاتا ہے۔ اور وہی ہمیشہ نبی کہلاتا ہے۔ اور غائب کی خبر کیا ہے۔ آپ کا خیال یہ ہے کہ غائب کی خبر یہ ہے کہ کسی کے گھر میں کیا پکا ہوا ہے، یہ بتا دینا۔ یہ تو بہت پہلے حضرت عیسیٰؑ کے علم میں تھا۔ ''وانبئکم بما تاکلون وما

تدخرو ن فی بیوتکم" (آل عمران: آیت ۴۹) قرآن کہتا ہے کہ ہم نے ملکہ بخشا، استعداد بخشی، "وایدناہ بروح القدس" (البقرۃ: آیت ۸۷) جبرئیل امین کی مدد بخشی، حتیٰ کہ جب یہ لوگ ایک طوائف کو سنگسار کرنے لگے تو حضرت عیسیٰ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے موقع پر فرمایا، اس کو پہلا پتھر وہ مارے جس نے پہلے خود کبھی یہ گناہ نہ کیا ہو اور یہ دیکھ لینا کہ میں تمہارے باطن اور ظاہر کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ "وانبئکم بما تاکلون وما تدخرو ن فی بیوتکم" اور میں بتا سکتا ہوں تم گھروں میں کیا کھاتے ہو اور کیا صندوقچوں میں چھپا چھپا کے رکھتے ہو، سارے ڈر گئے۔ پتا تھا کہ عیسیٰ نبی ہے۔ پتا تھا یہ خبر غائب رکھتا ہے۔ مگر خواتین و حضرات! خیر یہ تو عطا و بخشش ہے۔ اللہ جس کو جو خبر دینا چاہے اسے خبر دیتا ہے۔ لہٰذا ان کا Source دیکھنا چاہیے۔ ایک عام سا Source ہے، سکائی لیب ہے یہ ساری دنیا کی خبر رکھتی ہے۔ کل بھی امریکہ دعویٰ کر رہا تھا کہ وہ ہماری میزائل سائنس جانتا ہے۔ وہ جہاز کے اڑنے سے پہلے ہی دیکھ لیتا ہے، وہ تین منٹ میں اس مقام پر چیز تباہ کر دیتا ہے۔ زمین کا دجال تو بڑے بڑے اعلیٰ کلیم Claim کرتا ہے اور آپ سب مانتے ہیں۔ اور وہ زمین و آسمان کا رب جو کلیم کرتا ہے، آپ کو اس کے ماننے میں کتنا دریغ ہوتا ہے۔ اس کا پیغمبر کہتا ہے، بھئی میں تمہیں غائب کی خبر دے رہا ہوں کہ خدا ہے۔ خدا ہی غائب ہے نا! خدا کے سوا کون غائب ہے۔ اللہ کے سوا تو کوئی غائب نہیں ہے۔ امنت باللہ، سب سے پہلا غائب خدا ہے، کسی فرد و بشر نے اسے نہیں دیکھا ہوا نظر میں آج تک آ ہی نہیں سکا۔ کوئی شہادت نظری موجود نہ تھی۔ کوئی چیز ایسی حقیقت نہ تھی۔ ایک ہی غائب تھا، اسی غائب کے توسط سے جنت و دوزخ ہے۔ اسی غائب کے توسط سے عذاب قبر ہے، اسی غائب کے توسط سے سارے غائب ہیں۔ جو آپ کو غائب نظر آتے ہیں۔ مگر جو نبی اللہ کی انفارمیشن دے رہا ہے، اللہ کو غائب سے حضور میں لا رہا ہے غیب سے شہادت میں لا رہا ہے، "ما زاغ البصر وما طغی O لقد رأی من ایات ربہ الکبریٰ O" (النجم: ۱۷ ،۱۸) اس کی آنکھوں نے کوئی کجی نہیں کی، اس نے کھلی آنکھ سے اپنے رب کو دیکھا۔ بہت کہتے ہیں بڑا دانشور کہتے ہیں جبرئیل کو دیکھا۔ تو بھئی جبرئیل تو گلے پھرتے ہیں، زمین پر۔ جبرئیل تو وہ فرشتہ ہے، پرانے زمانے میں Greek Mythology میں Hermes the Massenger ہوا کرتے تھے۔ لگتا ہے جبرئیل کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ جبرئیل ہی کی بگڑی ہوئی شکل Hermes the Massenger ہے۔ دراصل اللہ کی طرف سے ہر پیغمبر کو ہر حال میں پیغام رسانی کا فریضہ جبرئیل امین دیتے رہتے۔ آدم نے جبریل کو دیکھا۔ شیث نے دیکھا، نوح نے دیکھا، عیسیٰ نے دیکھا، موسیٰ نے دیکھا کون سا ایسا پیغمبر ہے جس نے ہر رنگ میں جبرئیل کو نہ دیکھا ہو۔ پھر جبرئیل کا معراج پہ دیکھنا کون سا وصف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواتین و حضرات، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لیے ختم المرسلین ہیں، اس لیے رحمت اللعالمین ہیں کہ جہاں جہاں رب العالمین ہے وہاں رحمت اللعالمین ہیں اور جہاں پروردگار کو شہادت کی ضرورت پڑی، جہاں اپنے لیے ایک واحد شہادت متمکن کی اور اپنے غائب کو شہود میں لانا چاہا۔ اپنا حضور اسٹیبلش کرنا چاہا، وژن کے بغیر کرنا چاہا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدائے واحد و یکتا کے واحد و یکتا شاہد ہیں۔ اور ان کے بغیر زمین پہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا، اللہ کی کوئی شہادت نظری موجود نہیں، شہادت بصری موجود نہیں،

وما علینا الا البلاغ

اللہ تعالیٰ ہمیں عرفان ذات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے۔ایک آخری بات جو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کرتی ہے جو اللہ کو خوش کرتی ہے،حضرت کعبؓ بہت تسبیح کیا کرتے تھے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں درود پڑھا کروں،فرمایا ہاں۔فرمایا ایک تہائی پڑھا کروں؟ فرمایا اور پڑھا کرو۔فرمایایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصف پڑھا کروں،فرمایا اور پڑھا کرو۔فرمایایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں درود ہی نہ پڑھا کروں۔ فرمایا کفایت کرے گا۔

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

سوالات وجوابات

یاجوج ماجوج کی کہانی!

سوال: یاجوج ماجوج کو ذوالقرنین نے کس مقام پہ قید کر رکھا ہے یہ قومیں کب ظاہر ہوں گی؟

جواب: یاجوج ماجوج کو اس نے کہیں قید نہیں کیا بلکہ یہ ایک قوم تھی کہ جو صحراؤں سے اٹھی تھی اوریاجوج ماجوج دراصل جولفظ ہے Hagog Magog یہ یورپ میں بھی مستعمل ہے بلکہ فرانس کے Town Hall کے سامنے کبھی ان کے دو مجسمے لگے ہوئے تھے۔Magog اور Hagog ان کو کہا کرتے تھے۔حضرت نوح کے تین بیٹے سام،حام اوریافث تھے انہی میں سے تھے۔ وحشی جنگلی تاتاری،انہی میں سے منگول تھے انہی میں سے اب ہونز تھے۔انہی میں سے Chinese ہیں۔اوران کی بربریت مشہور ہے۔تو یہ زمین پہ بڑی کثرت سے ہیں مگر جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پہ ایسا رعب رکھا ہوا ہے بلکہ آپ دیکھیں گے China میں کبھی یہ عادت پیدا نہیں ہوتی کہ اپنے انقلاب کو باہر لائے حالانکہ روس انقلابی تھا تو اس نے ساری دنیا پر Revolution لانے کے لیے Material Dialectics کی کوشش کی مگر چاینا نے اور زیادہ Powerful ہونے کے باوجود بھی کبھی اپنے ملک سے باہر نکلنے کی کوشش نہیں کی ہے۔سدِ سکندری جو ذوالقرنین نے اس وقت اور اس کے علاوہ بھی یاجوج وماجوج کو جس چیز نے قید کر رکھا ہے وہ تقدیر الٰہی ہے اور زمانہ آخر میں جب باقی قومیں مسمار ہو جائیں گی تو یہ زندہ بچ جائیں گے اور یہ نکلیں گے اور آپ سوچ لو ایک ارب انسان جب اپنی خوراک کے لیے نکلے گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پوری ہوگی کہ پانی کا ایک ایک قطرہ سمیٹ جائیں گے خوراک کا ایک ایک ذرہ کھا جائیں گے بلکہ زندہ انسانوں کو کھائیں گے اور پھر ایک Virus سے سارے مر جائیں گے ان کی گردنوں کے گرد پھوڑے نکلیں گے۔ Most Probably کتے،بلیاں،چوہے تو اب بھی یہ صاف کر جاتے ہیں اوران کی عادات تمام کی تمام وہی ہیں جو کتاب ہائے حدیث میں قوم یاجوج وماجوج کی آئی ہیں مگر ان کا Self Check اتنا اچھا ہے کہ اب بھی آپ اگر China کو دیکھیں تو پچیس سال کے لیے انہوں نے کسی قسم کی مداخلت اور جنگ اپنے اوپر بند کی ہوئی ہے تو وہ بڑی سیانی قوم ہے۔آپ بھی سمجھیں کہ یاجوج ماجوج کی شرط پچیس سال میں سے دس گزر گئے ہیں پندرہ باقی ہیں۔

بچوں کی کردار سازی میں اسلام کا کردار

سوال: آج کے دور میں ہم اپنے بچوں کے کردار اور شخصیت کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے لیے کیا اقدام کریں؟

جواب: صرف ذاتی مثل ایک بڑے اچھے Educationist نے لکھا ہے۔ ہم تو مسلمان ہیں مگر اس بڑے Top کے Educationist نے ایک بڑی معقول بات کی کہ لوگ مقدر پرست تو ہوتے ہیں مگر بچوں کے معاملے میں نہیں۔ ہم تو ایسے بڑی بات کرتے ہیں کہ جبر ہی جبر ہے، تقدیر ہی تقدیر ہے مگر جب اپنے بچوں کی باری آتی ہے تو یہ مقدر پرست نہیں ہوتے ان کو کیوں یقین نہیں آتا کہ اس بچے کا مقدر ڈاکٹر بننا نہیں یا انجینئر بننا نہیں یا اس کا مقدر کیا ہے۔ وہ اپنے بچوں کی نشو ونما اپنے جنون اور آسیب سے کرتے ہیں جس ماں نے کبھی میٹرک پاس نہیں کیا، کیا وہ اس پہ جوتیاں اس لیے لگا رہی ہوتی ہے کہ Beacon House میں فرسٹ آئے اور جس باپ کو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا شعور نہیں ہوا وہ خواب دیکھ رہا ہوتا ہے کہ میرا بچہ P.hd کر کے یونیورسٹیاں تباہ کرے۔ اور خواتین و حضرات اس قسم کی جبریت ہماری Wishfull Thinking ہے۔ یہ ہماری Ideal خواہش ہے اس کو ہم عقل نہیں کہہ سکتے۔ ہر بچے کی اپنی Capacity ہے اب اگر دیکھو تو یہ انگریزی اور دوسرے سکولوں کے بچے جب چلتے ہوئے نظر آتے ہیں بے چارے ٹانگیں گھسیٹ رہے ہوتے ہیں، کتابوں کے بوجھ تلے اتنا وزنی کتابوں کا تھیلا اٹھاتے اٹھاتے یہ بچے شروع ہی سے تھک جاتے ہیں۔ آگے بڑھ کر ان کو آپ پانچویں میں فرسٹ کرا لو، مائیں سخت ہوتی ہیں، مار پیٹ کرتی ہیں، سرزنش کرتی ہیں پانچویں چھٹی میں فرسٹ کرا لیتی ہیں مگر جب بڑی کلاسوں میں پہنچتے ہیں تو یہ پھر فیل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ Incompetence ہو جاتی ہیں اسی وجہ سے ہے کہ We don't agree with God

ہم اپنے بچوں کی اہمیت جاننے کی کوشش نہیں کرتے، ہم پہ تو جنون سوار ہے کہ یہ فرسٹ کیوں نہیں آرہا۔ سیکنڈ کیوں نہیں آرہا اگر ہم بچوں کو نارمل وقت دیں، ان کی نارمل تربیت کریں اور خدا سے راضی رہیں کہ جو علم جو رتبہ جو مرتبہ جو مال اس نے کسی کو دینا ہے وہی دینا ہے تو ہم اپنے بچوں کی بہت بہتر تربیت کر سکتے ہیں۔

موحد کا خبطی ہونا کیا گناہوں سے برأت ہے؟

سوال: پروفیسر صاحب اس بات کی وضاحت کریں لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد خبطی ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ انسان زنا کرے چوری کرتا رہے اس کی پکڑ نہیں؟

جواب: خواتین و حضرات! یہ جو میں نے آپ کو حدیث سنائی اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ دیکھیے بات یہ ہے کہ کچھ افعال ہمارے اس دنیا پہ ہیں اور ہم پر شریعت کے کچھ قواعد نافذ ہیں اور اگر آپ اس کا گواہ رکھتے وہ تمام اعمال جس پہ کوئی گواہ ہو گا وہ West ہو یا East میں ہو وہ خدا کا قانون ہو یا کوئی دوسرا قانون ہو۔ قرآن و شریعت سے مراد یہ ہے کہ دنیا کے جتنے قوانین ہیں جیسے West نے دیئے ہمیں جیسے American Civilization میں ہیں Birtish

Civilizaiton میں ہیں وہاں کے قانون اور ہمارے قوانین سے مکمل اتفاق نہیں کرتے غلطیاں ہوتی ہیں۔ سزائیں ہوتی ہیں پھر جو ثبوت مل جائے جو گواہ مل جائے اگر آپ کی شریعت نافذ ہوگی تو جو ثبوت ملیں گے گواہ ملیں گے اس کا تعلق آپ کے مذہب سے نہیں ہے یہ میں آپ کو بات سمجھانے کے لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ کی خطا آپ کے زنا آپ کی چوری اس کا تعلق آپ کے مذہبی فکر سے نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے شریعت کی صورت میں ایک Safe Area دیا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا ہے کہ اگر میری مرضی کے مطابق معاشرہ ترتیب دو گے تو خدا نے کہا کہ تم بڑے آسان رہو گے "مآانزلنا علیک القران لتشقی" (طٰہٰ: آیت ۲) میرے سسٹم میں مشقت نہیں ہوگی۔ میرا سسٹم بڑا درست رہے گا، عزت سے رہو گے محبت سے رہو گے اور اس میں قوانین بالکل ویسے لاگو ہوں گے جیسے آج کوئی چوری کرتا ہے He has a punishment، سزا میں فرق ضرور ہے ادھر جیل میں ڈال دیں گے۔ ادھر ہاتھ کاٹ دیں گے اس لیے کہ قرآن اور اللہ کی شریعت Compensation میں یقین رکھتی ہے۔

British Law میں Compensation کوئی نہیں ہے۔ ایک آدمی جس کی بیٹی کا جہیز ہے اور تیار بیٹھا ہوا ہے۔ بڑی مجبوری سے جب اس نے جمع کیا اور چور آ کر اس کو لوٹ کر چلا جاتا ہے تو اس کو جیل جانے سے کچھ نہیں ہوگا۔ آپ کو اس شخص سے پوچھنا چاہیے۔ اور قرآن میں تمام قوانین Compensation کے Law ہیں کہ Maximum Compensation انسان کو کس طرح دی جا سکتی ہے۔ آپ اس غریب شخص سے جا کے پوچھو کہ تو اس شخص کو کیا سزا دینا چاہتا ہے جس نے تیری عزت، بھرا بھرایا مال، جس نے تیرے مشکل ترین وقت میں تجھے برباد کر دیا ہے تو مجھے یقین ہے وہ کہے گا اس کو قتل کر دو۔ اس کی گردن اڑا دو مگر چونکہ اس نے قتل نہیں کیا ہوتا اس لیے قرآن اس کا ہاتھ کاٹ دیتا ہے کہ اگر یہ ایک انسان کے مکمل بربادی ذہن کا باعث بنا ہے تو Practically کسی دوسرے کی بربادی کا باعث نہ بنے۔ آج تک جتنے قوانین بنائے گئے ہیں یورپ میں اصلاح کے لیے Psychologists وہاں جاتے ہیں۔ مجرمین کی اصلاح کرتے ہیں اس کے باوجود امریکہ میں پندرہ برس پہلے Newyork میں موت کی سزا معطل کر دی گئی تھی اور یہ کہا گیا تھا کہ یہ ظلم ہے جبر ہے مگر پندرہ سال کے بعد Mayor نے Capital Punishment دوبارہ عائد کر دی۔ تو پتا یہ چلا کہ اس عرصے میں تمام اصلاح کے باوجود جو طریقہ کار تھے وہ فیل ہو گئے تو زنا اور شراب کا تعلق انسان کے اعتبار یقین سے نہیں ہے۔ یہ وقتی کیفیتیں ہیں۔ جب ایک وقتی کیفیت ہوگی تو اس کے بعد کی کیفیت ایمان کی ہو سکتی ہے جیسا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو زنا کرتا ہے ایمان رخصت ہو جاتا ہے پھر پلٹ آتا ہے چوری کرتا ہے اس کا ایمان رخصت ہو جاتا ہے پھر پلٹ آتا ہے تو ایمان کا تعلق ذہن سے ہے داخلی سوچوں سے ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مطلق ہے کہ باوجود ہر گناہ کے اگر کسی نے اللہ پہ یقین رکھا تو یقیناً جنت میں جائے گا اور اسے دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی۔ اس سلسلے میں میں آپ کو ایک آخری حدیث بھی سنا دوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ حدیث قدسی ہے اور مسلم اور بخاری میں ہے کہ اللہ نے جبریل امین سے پوچھا کہ تو نے اس گناہ گار کو دیکھا وہ کیا کہتا ہے تو کہا اے پروردگار یہ گناہ گار تجھ سے گناہوں کی معافی مانگ رہا ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اچھا یہ جانتا ہے کہ میں ہوں۔ جبریل امین نے کہا ہاں یہ تو آپ کو اللہ مانتا ہے۔ لہٰذا اللہ نے جبریل سے کہا کہ اسے کہو کہ میں نے اسے معاف کر دیا۔ اس شخص نے پھر

گناہ کیا جب گناہ کیا تو پھر توبہ کی تو اللہ نے کہا جبریل اس نے پھر گناہ کیا اور پھر توبہ کی۔ اس کو تو پکا پتا ہے کہ میں ہوں جا اسے کہہ دے کہ میں نے اسے معاف کیا۔ اس شخص نے پھر گناہ کیا پھر توبہ کی تو اللہ نے کہا جبریل اس کو بالکل پکا ہی پتا ہے کہ میں اللہ ہوں اور بخشنے والا ہوں اس کو کہہ دے جو مرضی کر میں نے تجھے بخش دیا۔ یہ ذہنی Questions ہوتے ہیں۔ اعتبار کی بات یہ ہے کہ میں ہزار غلطیوں کے باوجود اپنے باپ کو باپ ہی جانتا ہوں۔ میں اُس اللہ کا بندہ ہوں۔

غیر متوازن ماحول میں انسان متوازن کیونکر ہو؟

سوال: آپ انسانی زندگی میں توازن پیدا کرنے پر زور دیتے ہیں مگر جب ماحول اور معاشرے کے اندر توازن موجود ہی نہیں اور ہر طرف گھٹن، جبر اور استحصال ہے تو پھر آپ انسان سے کیونکر مطالبہ کر سکتے ہیں کہ وہ اس Indifference ماحول میں اپنے اندر توازن پیدا کرے۔ مثلاً ابھی جبر کے متعلق بات کی ہے کہ مسلم امہ تو ڈکٹیٹر شپ کے اندر رہ رہی ہے یا بادشاہت کے اندر رہ رہی ہے لہٰذا ڈکٹیٹر شپ تو سوچ پہ پہرہ لگا دیتی ہے اور مسلم امہ چودہ سو سال سے اس کا سدِ باب نہیں کر سکی۔ آپ۔ اس سے کیسے توقع کرتے ہو کہ اس کے رویوں میں Extremism، پیدا نہ ہو اور یہ متوازن رہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس سوال کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ سر، وہ لوگ جن کا علم ان کی عقل سے بڑھ جاتا ہے وہ دنیا سے بے نیاز ہو جاتے ہیں ایسے ہماری تاریخ میں سینکڑوں لوگ گزرے ہیں ان کو آپ کس زمرے میں شامل کریں گے؟

جواب: یہ دونوں سوال جو بڑی دور دور کے ہیں آپ نے دو بڑے کا تناقی Ends ملانے کی کوشش کی ہے۔ پہلے دوسرے سوال کا جواب دے دوں گا۔ جو لوگ بھی علم میں حد سے بڑھتے ہیں مکمل جبریت کے قائل ہوتے ہیں اس لیے وہ دخل نہیں دیتے مقدر میں اور جو نارمل لوگ ہیں وہ مقدر میں دخل دینے کی کوشش کرتے ہیں ایک بندہ رنجیدہ ہے تو وہ کوشش کرے گا کہ اس میں اس کا رنج اتنا بڑھ جائے کہ وہ ایک اضطرابی کیفیت میں جا کر کسی کے قتل کا باعث ہو جائے کسی سے جنگ کا باعث ہو جائے یا تنی بڑی امت جو ہے تمام تر اگرچہ ان یورپی دعوے داروں کے سامنے مقہور و مجبور Feel کر رہی ہے ہم اتنے مجبور بھی نہیں ہیں جب تک ہمیں احساس مجبوری نہ دلایا جائے بلکہ عراق میں اس میں چند ایک مجاہدین نے ہمیں سبق دیا ہے تو چند ایک نے اتنی بڑی قوت کو اس بری طرح رسوا کر دیا کہ وہ بھاگنے اور چھوڑنے پہ آمادہ ہو گئے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ جو لوگ مقدر پہ یقین رکھتے ہیں وہ شاید زیادہ تگ و دو کرتے ہیں۔ وہ اپنے افعال کے نتائج مرتب نہیں کرتے اتنی Important بات ہے جو شاید آپ کے مقدر کے ضمن میں نہ سنی ہو چونکہ زندگی میں متحرک رہنا، کام کرنا اس کا تعلق مقدر کے نتائج سے نہیں ہے فرض کرو کہ اگر میں یہ جانتا بھی ہوں کہ مجھے کدھر جانا ہے میرا کیا انجام ہے میرا علم کہتا ہے کہ میں اپنے انجام میں مداخلت نہیں کر سکتا میں کام کرتا چلوں، صبح کروں، دوپہر کروں، شام کروں بغیر اس خواہش کے کہ میرا انجام کیا ہوتا ہے تو یہ ایک بہت بڑے صبر و استقامت کی بات ہے۔ بہت بڑے علم کی بات ہے اس لیے شاید صوفیاء الٰہیات یا اللہ کے وہ بندے جو دوسرے بندوں پر سبقت لے جاتے ہیں اور قرآن میں انہیں اصحاب قون کے نام سے پکارا جاتا ہے وہ دوسری طرف جیسے آپ رنج و بلا کی بات کر رہے ہیں یہ عمل اور ردِ عمل جاری رہتا ہے حتیٰ کہ جب یہ

عمل ان اعمال کو کھا لیتا ہے شاید جب خداوند کریم کا طریقہ History Throughout یہی ہے ہمیں Religious History بتاتی ہے کہ جب ظلم وتشدد گناہ گاری اتنی بڑھ جاتی ہے تو قرآن ایک قانون دیتا ہے کہ بہت ساری قوموں کو ہم نے اس وقت تھام لیا ہے جب اپنی معیشت پہ اترا رہے تھے۔ فرمایا جب ہم قوموں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اس کے امراء اور روؤسا کو گناہوں کی طرف مائل کرتے ہیں تو قرآن بھی کچھ قانون دیتا ہے جب ہم اس قانون کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آج کے جبار کل کے مظلوم ہیں اور کل کو شاید انہی ظالمین پر آپ کو ترس آئے گا۔ اب بھی میں Feel کرتا ہوں جو کچھ انہوں نے کرنا تھا وہ کر چکے ہیں۔ مگر مسلمان تو سو چکے ہیں ان کی غیرتوں کو وہ اکسا چکے ہیں اور جو Retaliation کا دور اب شروع ہونے والا ہے یہ کوئی نیا نہیں ہے۔ اگر آپ اس کو Historical Parallel لیں تو پہلے بھی تاریخ میں ایسی کئی مثالیں موجود ہیں بالکل وہی توازن تاریخ اب بھی جاری ہو رہا ہے ابھی اس طرح یورپین آ رہے ہیں ابھی ان کے گماشتے اسی طرح مسلمانوں کو ڈانٹ رہے ہیں۔ اب بھی اسی طرح صلاح الدین ایوبی کی طرح ایک بادشاہ گھر گھر جا رہا ہے رو رہا ہے پیٹ رہا ہے کہ خدا کے لیے اکٹھے ہو جاؤ کسی طریقے سے۔ بدقسمتی سے اس وقت ہماری صفوں میں صلاح الدین نہیں ہے مگر ہمارے لوگ Feel کر رہے ہیں کہ ہمیں ایک مقصد کے لیے اکٹھا ہونا چاہیے مجھے یقین ہے انشاءاللہ

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا
سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہو گا

خواتین وحضرات! میں بے حد وحساب شکر گزار ہوں، میں نے شاید پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ آپ کا صبر آزمایا جائے گا آپ کو بہت سی باتیں سننی پڑیں گی بہت سوال وجواب ماشاءاللہ لا قوۃ الا باللّٰہ آپ نے بڑے حوصلہ اور صبر سے میری باتیں سنیں اور برا منائے بغیر سنیں اور I am very very thankful to you انشاءاللہ تعالیٰ ایسے خوبصورت ماحول اور اتنے پرسکون حالات میں انشاءاللہ پھر بھی ملاقات کی حسرت رہے گی اور میں اور آپ، اب مل کر خدا کے حضور دعا گو ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ العزیز اللہ تعالیٰ ہمیں برکتیں ور کرم بخشے۔ آمین۔

USMAN BOOK COLLECTION
Contact # 0345-7019792